دارا شکوہ نے بعض علماء کے ساتھ اپنے اختلافات کا خود ذکر کیا ہے۔ وہ سرِ اکبر کے دیباچہ میں لکھتا ہے۔

"در ہندوستان وحدت نشان، گفتگوئے توحید بسیار است۔ و علمائے ظاہری و باطنی طائفۂ قدیم ہند را از وحدت انکارے و بر موحدان گفتارے نیست، بلکہ پایہ اعتبار است۔ بر خلاف جہلائے این وقت کہ خود را علماء قرار دادہ اند و در پے قیل و قال و آزار و تکفیر خدا شناسان و موحدان افتادہ، جمیع سخنان توحید را کہ از فرقان مجید و احادیث صحیح نبوی صریح ظاہر است، روی نمایند و راہزنان راہ خدایند۔"[1]

دارا شکوہ کے ہم خیال تو اسے "محی الدین و ملت" کہتے تھے[2] لیکن مسلمانوں کو اس کی ہندو یوگیوں اور سنیاسیوں سے صحبت پسند نہ تھی۔ بھائیوں میں تخت نشینی کی مخالفانہ کوششوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ زمانہ ساز اور ضمیر فروش امراء اور علماء بھی اسے ملحد سمجھنے لگے اور انھیں یہ خوف ہو گیا کہ اگر دارا بادشاہ ہو گیا تو اکبر بادشاہ کی مذہبی بے قاعدگیاں اور بے راہ رویاں ہندوستان میں عام ہو جائیں گی۔

مآثر عالمگیری کا مصنف مستعد خاں، دارا شکوہ کے قتل کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"و از شنایع اطوار دارا شکوہ کہ بیشتر باعثِ قہر خدا لِے اسلام شد، میلان طبع او بآئین ہنود و اشاعت طریقہ اباحت و الحاد بود۔"[3]

اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ دارا شکوہ کے قتل اور اورنگ زیب کی تخت نشینی سے اس تحریک کو بڑا دھکا پہنچا مگر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ تحریک ختم نہیں ہوئی اور اس کی روح برابر کام کرتی رہی۔ جوگیوں اور بیراگیوں کا اثر برابر باقی رہا۔ محمد شاہ بادشاہ (متوفی ۱۱۶۱ھ)

---

[1] اوپانیشاد (سرِ اکبر) دیباچہ ص چہار [2] رودِ کوثر، ص ۴۱۰ [3] مآثر عالمگیری، ص ۴، نیز ملاحظہ ہو ۲۷